اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۲ ر نبوت - سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں اخبار الفضل میں شائع شدہ ۷ ر نبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ - احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں -

ربوہ ۷ ر نبوت - حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو کل شام شدید ضعف کا دورہ ہوا - ڈاکٹری معائنہ کرنے پر نبض کمزور اور بلڈ پریشر بے قاعدہ ثابت ہوا - آج صبح بھی ضعف کی تکلیف تھی - نئی دوا استعمال فرما رہی ہیں - احباب خاص توجہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین -

● - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ و عزیزہ کلیم احمد کل صبح یو - پی کے دورہ سے واپس قادیان تشریف لا رہے ہیں - قادیان ۱۲ ر نبوت - حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت

۲۲ ر شعبان ۱۳۸۸ھ ہجری | ۱۴ ر نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی | ۱۴ ر نومبر ۱۹۶۸ء

شاہجہانپور (یو - پی) میں دو روزہ احمدیہ صوبائی کانفرنس بخیر و خوبی منعقد ہوئی !

کانفرنس کے نام حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام

علاقہ یو - پی کے سینکڑوں احمدی نمائندگان کی شرکت تین بیعتیں - ڈیڑھ ہزار کے مجمع میں علمائے سلسلہ کے پُر معرف خطاب

پہلے روز جلسہ پیشوایانِ مذاہب میں غیر مسلم ودوانوں اور دوسرے روز گوردوارہ سنگھ سبھا میں علماءِ سلسلہ کی دلچسپ تقاریر

قادیان ۱۱ ر نبوت (نومبر) خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ علاقہ یو - پی کے مشہور شہر شاہجہانپور میں دو روزہ احمدیہ صوبائی کانفرنس ہر لحاظ سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ بتاریخ ۴ ر و ۵ ر نبوت کو بخیر و خوبی منعقد ہوئی - علاقہ کے دُور دراز مقامات سے سینکڑوں احمدی نمائندگان کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچے - ہر شخص نے دلچسپی کے ساتھ کانفرنس کے انتظامات میں حصہ لیا، جلسہ کی رونق بڑھائی، تقاریر سے استفادہ کیا -

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ نے اس موقعہ پر اپنے خصوصی پیغام کے ذریعہ احبابِ جماعت پر واضح کیا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی بعثت کے دو عظیم مقاصد تھے - اوّل دنیا میں توحیدِ الٰہی کا اس طرح قیام کہ اس کے بندے اس کی حقیقی معرفت حاصل کرلیں - دوم - سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت دنیا میں قائم ہوکر آپؐ کی محبت مخلوق کے دل میں پیدا ہو جائے - حضور نے تلقین فرمائی کہ ان دونوں مقاصد کے جلد حصول کے لئے احبابِ جماعت خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دیں -

کانفرنس کے دونوں روز بڑے ہی خوشگوار ماحول میں روحانی باتیں سُننے سُننانے کا دلچسپ پروگرام رہا - خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے تین بیعتیں بھی ہوئیں - اللہ تعالیٰ ان نومبائعین کو استقامت عطا فرمائے اور جماعت میں ان کی شمولیت اُن کے تعلق داروں اور جماعت کے لئے باعثِ رحمت ہو آمین -

کانفرنس کے تقریری پروگرام کے لئے اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول شاہجہانپور کا پُورا ہال اور بیرونی میدان مقامی جماعت کی طرف سے پہلے ہی چار روز کے لئے ریزرو کروا لیا گیا تھا - چنانچہ دو روزہ اجلاسات اس مقام پر بخیر و خوبی منعقد ہوئے - پہلے روز سیرت پیشوایانِ مذاہب کے طور پر جلسہ کا انعقاد عمل میں آیا جس کی صدارت کے فرائض شاہجہانپور کی مشہور ممکشو (मुमुक्षु) آشرم کے پریذیڈنٹ سوامی سدانند سرسوتی نے انجام دینے قبول فرمائے تھے - مگر عین وقت پر انہیں رشی کیش جانا پڑ گیا اسلئے موصوف نے معذرت کے ساتھ اس موقعہ کے لئے ایک پُرخلوص پیغام پنڈت رام آسرے ترپاٹھی ایم - اے کے ہاتھ بھیجا جسے مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل صدر مجلس استقبالیہ نے پڑھ کر سُنایا - دونوں روز کانفرنس کی صدارت جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی - مقامی جماعت کی

طرف سے جلسہ گاہ کو خاطر خواہ طریق پر سجایا گیا تھا - اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا تسلی بخش انتظام تھا - پہلے دِن کے اجلاس میں علماءِ سلسلہ کے علاوہ ایک مسیحی پادری جناب ڈاکٹر ایم - ڈی پٹیال صاحب، پنڈت رام آسرے ترپاٹھی ایم - اے - اور گوردوارہ سنگھ سبھا کے ہیڈ گرنتھی جناب گیانی پریتم سنگھ صاحب نے حضرت عیسٰیؑ - ہندو مذہب - اور حضرت گورو نانک دیو جی مہاراج کی سیرت پر تقاریر کیں -

دُوسرے روز خواتین کے لئے دن کے دس بجے سے ایک بجے تک علیحدہ جلسہ کا پروگرام تھا جس میں علاوہ احمدی مستورات کی تقاریر کے دو علماءِ سلسلہ کی تقاریر بھی ہوئیں - اس طرح خواتین میں بھی احمدیت کا پیغام پہنچانے کا اچھا اور خاص موقعہ میسّر آگیا - فالحمد للہ علیٰ ذالک -

اسی روز یعنی ۵ ر نومبر کو چونکہ سکھ بھائیوں کی طرف سے گورپرب کی تقریب منائی جا رہی تھی اسلئے جناب گیانی پریتم سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی نے خواہش ظاہر کی کہ احمدی مبلغین کرام گوردوارہ سنگھ سبھا میں حاضر عقیدتمندوں کو بھی خطاب کریں - چنانچہ یکے بعد دیگرے مولانا بشیر احمد صاحب فاضل اور مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تقاریر ہوئیں - چونکہ سکھوں کی یہ ایک خاص تقریب تھی جس کی وجہ سے عقیدتمندوں کی ایک بڑی تعداد گوردوارہ میں موجود تھی - اس لئے سب حاضرین نے علماءِ سلسلہ کی تقاریر کو بے حد پسند کیا اور دونوں کے خیالات سُن کر بہت زیادہ متأثر ہوئے -

۵ ر نومبر کی رات کو حسبِ معمول اسی گراؤنڈ کے میدان ہی میں کانفرنس کا دُوسرا اجلاس ہوا جو تبلیغی و تربیتی تقاریر پر مشتمل تھا - سب تقاریر نہایت کامیابی کے ساتھ ہوئیں اور تمام حاضرین نے پوری دلجمعی اور کامل سکوت کے ساتھ سُنا - اور خاصے متاثر ہوئے - خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہی تھا کہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶ - ۷ - ۸ ر صلح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۶ - ۷ - ۸ ر جنوری ۱۹۶۹ء

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ مذکورہ تاریخوں میں منعقد ہوگا جملہ پراونشل امراءِ کرام و عہدیدارانِ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغینِ کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے اور احباب کرام زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ میں شمولیت فرما کر اِس عظیم الشان رُوحانی اجتماع کی برکت سے مستفید ہو سکیں -

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم - اے، پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۱۴ نبوت ۱۳۴۷ ہش

خدا کی تلاش

جس طرح بچہ اپنی ماں کی گود میں، پرندہ اپنے گھونسلے میں، سپاہی ڈھال کی اوٹ میں ... اور حاجت مند اپنی مراد کو پاکر مطمئن اور بچنت ہو جاتا ہے آج کا مغرب باوجود مادّی ترقی کے وسیع تر وسائل کو قابو میں کر لینے کے بعد پھر بھی غیر مطمئن ہے۔ وہ کسی کی تلاش میں ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قیمتی متاع اُس سے کھو گئی ہے۔ جس کی جستجو میں حیران و سرگردان پھر رہا ہے۔ دولت کے انبار مادّی ترقی کے ذریعہ حاصل شدہ بظاہر خوشحال زندگی، دلی تسکین کا موجب نہیں ہو رہے۔ مغرب کے پاس سب کچھ ہے۔ اگر نہیں تو رُوحانیت کی تسکین کے سامان نہیں۔ اب تو وہ اِس کمی کو شدّت سے محسوس کرنے لگا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدھر سے اُسے کوئی ایسی آواز سنائی دیتی ہے تو وہ اس بھوکے اور فاقہ زدہ کی طرح بھاگتا ہے جسے کئی روز سے کھانے کو کچھ نہ ملا ہو۔ اس طرح کی آوازیں اُسے زیادہ تر مشرق سے سنائی دیتی ہیں۔ چونکہ وہ رُوحانیت کا بھوکا ہے اِس لئے جو کوئی بھی مشرق سے آتا ہے اُسے ملتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ شاید اُسی کے پاس میری مطلوبہ چیز ہے۔ شاید وہی میرے دامنِ مُراد کو بھر دے گا۔ تب دل میں طرح طرح کی تمنائیں لئے اس کی طرف بڑھتا ہے۔ حقیقت سے بے خبر ہونے کے سبب مشرقی کے ہر حرکت و سکون میں اُسے رُوحانیت ہی کا رستہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعد از تحقیق و تجربہ وہ مشرقی بھی خدا سے ویسا ہی دُور اور خالی ہاتھ ہو جیسے وہ خود ہے۔

بہرحال یہ صورتِ حال محض ظنی یا قیاسی نہیں بلکہ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر دہلی میں امریکن ایمبیسی کے شائع کردہ خبرنامہ اور اخبار پرتاپ جالندھر کے حسب ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں:

(۱) مشہور بھارتی رقاصہ اندرانی رحمان کے دورۂ امریکہ کے سلسلہ میں لکھا ہے:-

"اُن کا ایک نہایت غیر معمولی اور معاوضہ بخش واقعہ ایک کمسن لڑکی سے ملاقات سے تعلق رکھتا ہے جو نیویارک کے سینٹرل پارک کے وولمین رنک میں اُن کا رقص و فن دیکھ رہی تھی۔ پروگرام ختم ہونے پر وہ لڑکی ان کے (اندرانی رحمان کے) پاس آئی اور اُن سے پوچھا ـــــ کیا آپ اپنے رقص کے ذریعہ خدا کی تلاش کرتی اور اُسے پاسکتی ہیں ـــــ؟ اندرانی نے اس پر حیرت سے یہ تبصرہ کیا ـــــ ایسا سنجیدہ سوال اور ایک چھوٹی سی ۹ سالہ لڑکی کے منہ سے"۔ (آج کا امریکہ دہلی $\frac{9}{68}$ ۶ صفحہ ۱)

(۲) معاصر پرتاپ جالندھر نے مورخہ ۱۵ اکتوبر ۶۸ء کی اشاعت میں زیرِ عنوان "امریکہ پر بھارت کا اثر" اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا:-

"امریکہ میں اس وقت لوگوں کی حالت یہ ہے کہ بے انداز دولت کے باوجود اُنہیں چین نہیں ہے۔ اور وہ بار بار یہ سوال کرتے ہیں کہ من کی شانتی انہیں کہاں سے مل سکتی ہے"۔

اس پر ایڈیٹر پرتاپ اپنے نقطۂ نظر سے لکھتے ہیں:-

"اس کا جواب انہیں اگر کہیں ملتا ہے تو وہ بھارت کی سنسکرتی اور بھارت کے فلسفہ میں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی سنیاسی یا مہاتما اس دیش سے امریکہ میں جاتا ہے تو وہاں کے لوگ اس کے پیچھے بھاگنے لگتے ہیں۔ بعض ایسے لوگ بھی جنہیں اس دیش میں کوئی نہیں پوچھتا ویدوں کے دو چار منتر سیکھ کر یا گیتا کے کچھ شلوک حفظ کر کے امریکہ میں اپنے آپ کو بڑے پنڈت ظاہر کرتے ہیں اور اس ڈھنگ سے کافی روپیہ بٹور لیتے ہیں"۔

اس سے آگے جناب ایڈیٹر صاحب اصل بات کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"وہ اپنے اس مقصد میں صرف اس لئے کامیاب ہوتے ہیں کہ آج امریکی جنتا رُوحانیت کی پیاسی ہے۔ جو بھی انہیں کوئی رستہ دکھاتا اس کے پیچھے چل پڑتی ہے"۔

(۳) آٹھ سال ہوئے شری ویریندر ایڈیٹر پرتاپ امریکہ کی سیر کو گئے۔ اور واپسی پر "امریکن عوام اور اُن کی معاشرت" کے عنوان سے ایک لمبا مضمون لکھا۔ اس میں ایک جگہ اپنا ہی ایک واقعہ لکھتے ہیں:-

"مَیں ریل گاڑی میں فلاڈلفیا سے واشنگٹن جا رہا تھا۔ ایک نوجوان لڑکی میرے پاس آکر بیٹھ گئی پوچھنے لگی کہاں سے آئے ہو۔ مَیں نے بتایا ہندوستان سے۔ پھر بولی کیا تمہیں پرماتما پر وشواس ہے۔ مَیں نے کہا کہ ہے۔ تو کہنے لگی وہ کہاں ہے مَیں نے کہا کہ دیکھا تو نہیں لیکن محسوس ضرور کرتا ہوں کہ کوئی طاقت ہے جو اس دُنیا کو چلا رہی ہے مَیں اُسے ہی پرماتما سمجھتا ہوں۔ تو کہنے لگی مَیں نے سُنا ہے کہ تمہارے دیش میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے پرماتما کو دیکھا ہے کیا وہ دوسروں کو بھی دکھا سکتے ہیں؟"

(پرتاپ جالندھر صفحہ ۲ مورخہ $\frac{11}{60}$-۳۰)

اِن تینوں قسم کے اقتباسات کی تشریح و تفصیل میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر اِس بات میں کوئی دوسری رائے ممکن نہیں کہ مغربی دُنیا بالخصوص امریکی عوام آج رُوحانیت کے پیاسے ہیں۔ اور وہ رُوحانیت کے سرچشمہ یعنی سچے خدا کی تلاش اور جستجو میں ہیں۔

ہمارے دِل میں اندرانی رحمان سے سوال کرنے والی چھوٹی بچی کے سوال اور اس کے پیچھے جو جذبہ کارفرما ہے اُس کی بیحد قدر ہے۔ مگر اس معصوم اور نادان بچی کے سوال کا جواب تو کسی عالمِ رُوحانیت ہی کے پاس ہے جو اس کو بتا دے کہ:-

- ـــــ خدا آوارہ مزاج محبوب نہیں جو بیہودہ اُچھل کود یا کُولہے مٹکانے اور خاص وضع سے ہاتھ پاؤں کو حرکت دئے بغیر مل نہ سکے ـــــ!!
- ـــــ وہ سانپ بھی نہیں جسے بین کی سُریلی آواز مست کر دے!!
- ـــــ وہ انسان سے اس قدر دُور بھی نہیں کہ چیخ و پکار اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کرخت یا سُریلی آوازوں کے ذریعہ اُسے بُلانا پڑے ـــــ بلکہ وہ ہر شخص کے مَن میں ہے۔ اس کی رگِ جان سے قریب ہے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو
کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے چاہئیے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوےٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہے اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ۔ اور صاف ہو جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ۔ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دُور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبّر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو"۔

(کشتی نوح)

خطبہ جمعہ

اللہ کے نام کے ساتھ جو قادر و توانا ہے میں تحریکِ جدید کے سالِ نَو کا اعلان کرتا ہوں

دفتر دوم کے معیارِ اخلاص کو اور دفتر سوم میں شامل ہونے والوں کی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کی جائے

ہمیں ہر وہ قربانی خدا کے حضور پیش کر دینی چاہیئے جس کا اس وقت ضرورت تقاضا کرتی ہے

دفتر دوم کی ذمہ داری میں انصار اللہ پر ڈالتا ہوں۔ انہیں اس بارہ میں جماعتی نظام کی پوری پوری مدد کرنی چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ اخاء ۱۳۴۷ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی

هَاأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ۖ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد آیت ۳۹)

اس کے بعد فرمایا:-

اللہ کے نام کے ساتھ جو قادر و توانا اور ربوبیتِ تامہ کا مالک ہے اور جس کے قبضہ میں تمام دل ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے اور ارادہ کرتا ہے تو اپنے فضل سے دلوں میں نیک تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے

میں تحریکِ جدید کے سالِ نَو کا اعلان کرتا ہوں

تحریکِ جدید کو شروع ہوئے ایک لمبا عرصہ ہو چکا ہے اور اس وقت اس کے مجاہدین کے تین گروہ ہیں۔ جن کو تحریکِ جدید کی اصطلاح میں دفاتر کہا جاتا ہے۔ یعنی دفترِ اول۔ دفترِ دوم اور دفترِ سوم سالِ رواں کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ دفترِ اول (جس کی ابتدا پر ۳۴ سال گزر چکے ہیں۔) کا وعدہ سالِ رواں کا ایک لاکھ پچپن ہزار روپیہ کا ہے دفتر دوم میں شامل ہونے والوں کے وعدے تین لاکھ چون ہزار ہیں۔ اور دفتر سوم میں شامل ہونے والوں کے وعدے اکتالیس ہزار ہیں۔ اگر مختلف دفاتر میں شامل ہونے والوں کی اوسط فی کس آمد نکالی جائے تو دفترِ اول کے مجاہدین کی اوسط ۴۶ روپے بنتی ہے۔ بہت سے احباب اس سے بہت زیادہ دیتے ہوں گے اور جو غریب ہیں وہ

اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق

ہی تحریکِ جدید میں حصہ لیتے ہوں گے لیکن اوسط ان کی ۴۶ روپے فی کس بنتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دفترِ دوم کے مجاہدین کے تحریکِ جدید کے چندہ کی اوسط ۱۹ روپے بنتی ہے اور ۴۶ روپے اوسط کے مقابلہ میں یہ بہت کم ہے۔

دونوں دفاتر کی اوسط میں بڑا فرق ہے

دفتر سوم کے مجاہدین کی اوسط چودہ روپے فی کس ہے۔ اس میں اور دفترِ دوم کی اوسط میں فرق تو ہے لیکن زیادہ فرق نہیں خصوصاً جب یہ بات ہمارے مدِنظر رہے کہ اس میں شامل ہونے والے بہت سے بچے بھی ہیں جنہوں نے ابھی کمانا شروع نہیں کیا۔ ان کے والدین انکی طرف سے کچھ چندہ تحریکِ جدید میں ادا کر دیتے ہیں اور جو کمانے والے ہیں وہ اپنی کمائی کی عمر کے ابتدائی دور میں سے گزر رہے ہیں۔ کیونکہ دنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی انسان ملازمت کرتا ہے تو اسے عام طور پر گریڈڈ Graded تنخواہ ملتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی تنخواہ کا ابتدائی حصہ اسے ملتا ہے۔ اور پھر ہر سال ترقی ہوتی رہتی ہے اس طرح اس کی آمد اس کی تعلیم، قابلیت اور استعداد کے لحاظ سے کم ہوتی ہے۔ پھر جوں جوں اس کا تجربہ اور عمر بڑھتی ہے اس کی آمد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور اگر ساتھ ہی اخلاص بھی اپنی جگہ قائم رہے تو اس کے چندہ میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بسا اوقات اللہ تعالیٰ تھوڑی نیکی کرنے والوں کو نیکیوں کی مزید توفیق بھی عطا کرتا ہے۔ اخلاص کی نسبت بھی بڑھ جاتی ہے اور ان کے چندے بھی بڑھ جاتے ہیں۔

اس لحاظ سے جب میں نے غور کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہم آج دفتر دوم میں شامل ہونے والوں سے یہ امید نہیں کر سکتے کہ ان کی اوسط بھی ۴۶ روپے فی کس تک پہنچ جائے کیونکہ ان میں کم عمر اور دیہاتی کے بھی ہیں کم تربیت یافتہ بھی ہیں اور بعد میں داخل ہونے والے بھی ہیں۔ لیکن میں نے سوچا اور غور کیا اور مجھے یہ اعلان کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی کہ

انیس (۱۹) روپے اوسط بہت کم ہے

اور آئندہ سال جو یکم نومبر سے شروع ہو رہا ہے جماعت سے انصار کو (دفتر دوم کی ذمہ داری آج میں انصار پر ڈالتا ہوں) باقی نظام کی مدد کرتے ہوئے (آزادانہ طور پر نہیں) یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ دفتر دوم کے معیار کو بلند کریں۔ اور اس کی اوسط انیس روپے سے بڑھا کر تیس روپے فی کس تک لے آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چھیالیس روپے فی کس اوسط پر لانا ابھی مشکل ہوگا۔ اور یہ ایسا بار ہوگا جسے شاید ہم نبھا نہ سکیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر ہم کوشش کریں تو اس معیار کو دفترِ اول کے چھیالیس روپے فی کس کے مقابلہ میں انیس روپے سے بڑھا کر تیس روپیہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ توفیق اور ہمت اور اموال میں برکت دے، اخلاص میں برکت دے تو یہی لوگ تیس سے چالیس اوسط نکالیں گے۔ پھر پچاس اوسط نکالیں گے۔ اور دفترِ اول سے بڑھ جائیں گے۔ لیکن آئندہ سال کے لئے میں یہ امید رکھتا ہوں کہ جماعتیں اس طرف متوجہ ہوں گی اور میں حکم دیتا ہوں کہ انصار اپنی تنظیم کے لحاظ سے جماعتوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں اور کوشش کریں کہ آئندہ سال دفتر دوم کے وعدوں اور وصولیوں کا معیار انیس روپیہ فی کس اوسط سے بڑھ کر تیس روپیہ فی کس اوسط تک پہنچ جائے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ سالِ رواں کے جو تین لاکھ چون ہزار روپے کے وعدے ہیں وہ پانچ لاکھ چالیس ہزار روپیہ تک پہنچ جائیں گے۔

دفتر سوم کے متعلق میرا تاثر یہ ہے

کہ اگرچہ ان کے حالات کے لحاظ سے چودہ اور انیس کا زیادہ فرق نہیں لیکن اس دفتر میں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ یہ ابھی تک تین ہزار تک پہنچے ہیں لیکن ہم باور نہیں کر سکتے کہ ہماری آئندہ نسل زیادہ ہونے کی بجائے پہلوں سے کم ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو وعدہ دیا تھا کہ میں ان کے نفوس میں برکت ڈالوں گا اس وعدہ کو وہ سچے وعدوں والا پورا کر رہا ہے۔ اور ہماری آئندہ نسل میں غیر معمولی برکت ڈال رہا ہے۔ دفتر سوم والوں کا عمر کے لحاظ سے جو گروپ بنتا ہے یعنی اس عمر کے احمدی بچے اور اس زمانہ میں نئے احمدی ہونے والے۔ ان میں سے جس نسبت سے افراد کو تحریکِ جدید میں شامل ہونا چاہیئے اس نسبت سے یہ تعداد تین ہزار سے بڑھنی چاہیئے۔ اگلے سال کے لئے میں یہ امید کرتا ہوں کہ جماعت کوشش کر کے اس تعداد کو تین ہزار سے پانچ ہزار تک لے جائے گی۔ اور ان کی اوسط چودہ سے اونچی کر کے بیس تک لے جائے گی۔ اور اس طرح ان کا چندہ ایک لاکھ روپیہ بن جائے گا۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں تو اس کے نتیجہ میں یعنی ہم اپنی کوششوں میں دعاؤں اور تدبیر اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے نتیجہ میں کامیاب ہو جائیں گے اور ہمارے وعدے (خدا کرے کہ وصولی بھی اس کے مطابق ہو) پانچ لاکھ پچاس ہزار سے بڑھ کر سات لاکھ نوے ہزار تک جا پہنچتے ہیں اور اس کے لئے جو تدبیر میں بتا رہا ہوں

وہ علاوہ دعا کے یہ ہے کہ ہم دفتر دوم کے

اخلاص کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کریں

اور ان کی اوسط کو انیس سے بڑھا کر تیس تک لے جائیں اور آئندہ نسل کے دل میں خدمت اسلام اور انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ تیز کریں اور اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو کامیاب کرے تو ان کی تعداد تین ہزار سے بڑھ کر پانچ ہزار تک پہونچ جائے گی۔ میرے اندازے کے مطابق تو یہ تعداد بہت بڑھ سکتی ہے لیکن اس زاویۂ نگاہ سے کہ ہماری یہ پہلی کوشش ہوگی میں نے صرف پانچ ہزار تک کہا ہے۔ ویسے میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعتیں کوشش کریں تو آسانی سے اسے دس ہزار تک لے جا سکتی ہیں۔ لیکن اس تعداد کو پانچ ہزار تک تو انہیں ضرور لے جانا چاہیئے۔ اور ان کے معیار کی اوسط کو بھی چودہ سے بیس تک کر دینا چاہیئے تا ہمارے چندے ساڑھے پانچ لاکھ سے بڑھ کر قریباً آٹھ لاکھ تک چلے جائیں

جب ضرورت پر ہم نظر ڈالتے ہیں

تو وہ اس سے زیادہ ہے۔ میں نے غالباً پچھلے خطبہ میں بھی بتایا تھا کہ جب کام شروع کیا گیا تھا تو بعض ممالک میں ہمارا ایک ایک مبلغ گیا تھا۔ انہوں نے وہاں جا کر کام کی ابتداء کی۔ انہوں نے خدا کی راہ میں قربانیاں دیں اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور احسان سے ان قربانیوں کو قبول کیا اور جماعت کی دعائیں رنگ لائیں۔ ان کے اچھے نتائج نکلے۔ اب وہاں جماعت کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ احمدیت اور اسلام کی طرف رغبت بڑھ رہی ہے۔ اور جس ملک میں ہمارا ایک مبلغ گیا تھا اور اس کو بھی ہم ٹھیک طرح سے نہ کھلا سکتے تھے نہ پہنا سکتے تھے۔ نہ اس کا علاج کر سکتے تھے غربت میں قربانی اور اخلاص اور ایثار کی چھت کے نیچے رہ کر اس نے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام میں برکت ڈالی اور اب انہی ممالک میں سے بعض ایسے ہیں جہاں ہمارے چالیس چالیس سکول بن گئے ہیں بڑی کثرت سے وہاں احمدیت اور اسلام پھیل گیا ہے اور ان لوگوں کو یہ احساس ہے کہ احمدیت کے طفیل جو صحیح اسلام انہیں ملا ہے وہ نعمت عظمیٰ ہے قرآن کریم کی برکتوں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض سے جب وہ حصہ پاتے ہیں تو ان کے دل خدا کی حمد سے معمور ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے ان بھائیوں کے بھی شکر گزار ہوتے ہیں جو دور دراز ملک سے آئے اور انہیں حقیقی اسلام سے متعارف اور روشناس کرایا اور چونکہ اب ان کے دل میں احساس پیدا ہو چکا ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام انسانی پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اس لئے

ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی ہے

کہ ہم ہی نہیں ہمارے قبیلے کا ہر فرد اسلام کی برکتوں سے حصہ لینے والا ہو۔ پھر وہ ہمیں تنگ کرتے ہیں کہ آپ نے جو چار پانچ مبلغ ہمارے ملک میں بھیجے ہیں۔ یہ کافی نہیں۔ اور میں نے بتایا تھا کہ ایک ایک ملک نو نو مبلغوں کا مطالبہ کر دیتا ہے۔ اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے نئے مبلغ تیار ہونے چاہئیں۔ اور نئے مبلغ تیار کرنے میں خرچ بھی زیادہ ہوگا۔ اور ان مبلغوں کو دوسرے ممالک میں بھیجنے کے لئے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ خصوصاً موجودہ حالات میں کہ ہمیں فارن ایکسچینج بہت تھوڑا ملتا ہے۔ اس لئے بونس واؤچر خریدنا پڑے گا جو بہت زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔ غرض بڑی مشکل ہے اور روپیہ کی بڑی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کاموں میں برکت ڈالی ہے۔ ہمارا فلاں ملک میں صرف ایک آدمی گیا تھا اب اس ملک میں جماعت اس طرح پھیل گئی ہے کہ وہاں ہمارے اتنے سکول ہیں اور اتنی مساجد ہیں۔ لیکن جب ہم اپنی کوششوں کے نتائج کو بیان کرتے ہیں تو اصل ضرورتیں بھی ہمارے سامنے آ جاتی ہیں۔ اگر کسی ملک میں پچاس یا سو مساجد بن گئی ہیں تو ان مساجد کو آباد کرنے کے لئے مستحکم تربیتی نظام کی ضرورت پڑ گئی۔ پھر ایک قبیلہ میں سے دس پندرہ یا بیس صد افراد احمدی مسلمان ہو گئے ہیں۔ بد مذہب کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ دہریت کو انہوں نے الوداع کہی ہے۔ عیسائیت سے وہ بیزار ہوئے ہیں تو باقیوں کو اسلام سکھلانے کی ضرورت ہے۔ پھر جو مسلمان ہو گئے ہیں انہوں نے اسلام کے نور کو دیکھا ہے۔ اور اللہ اور اس کی صفات کو پہچانا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی بد قسمت ہیں۔ انہیں خوش قسمت بنانے کے لئے اور کوشش کرو۔ غرض ہر چیز جو ہمارے لئے فخر کا باعث بنتی ہے وہ

ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے

ہماری ضرورت کا اظہار کر دیتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمیں مزید قربانیاں دینی پڑیں گی۔ ورنہ ہمارا انجام بخیر نہیں ہوگا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار یہ کہا ہے کہ انجام بخیر ہونے کی دعا مانگو۔ کیونکہ وہ کام جو ستر فیصدی ہو جاتا ہے اور سو فیصدی ہونے سے رہ جاتا ہے وہ ایک فیصدی بھی نہیں ہوتا۔ ایک شخص دس پرچے دیتا ہے۔ ان دس پرچوں میں سے وہ نو میں کامیاب ہو جاتا ہے اور یہ نوے فیصدی کامیابی ہو گئی) لیکن دسویں پرچہ میں فیل ہو جاتا ہے تو جن نو پرچوں میں کامیاب ہوا تھا عملاً ان میں بھی فیل ہو گیا۔ اسے اگلی کلاس میں نہیں چڑھایا جائے گا۔ پس

انجام بخیر ہونا چاہیئے

یعنی ہر کوشش ہر جد وجہد اور ہر سٹرگل (struggle) اپنے کامیاب انجام تک پہنچنی چاہیئے۔ اگر وہ کامیاب انجام سے ایک قدم پہلے رک جاتی ہے تو ہماری ساری کوشش ضائع ہو جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری پہلی کوشش کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جو فضل کیا ہے اور اسلام کو غالب کرنے کے جو سامان پیدا کئے ہیں۔ ان ضرورتوں کو ہم پورا کریں۔ اور وقت کے تقاضا کو پورا کرتے ہوئے ہم ہر اس قربانی کو خدا کے حضور پیش کر دیں۔ جس کا آج ضرورت تقاضا کرتی ہے۔ اگر ہم آج کی

ضرورت کا تقاضا

پورا نہیں کرتے تو پہلے جو تقاضے ہم نے پورے کئے وہ بھی رائیگاں جائیں گے۔ کیونکہ ان کا آخری اور حقیقی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ لیکن اگر ہم اپنی پہلی کوششوں کے نتیجہ میں اپنی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آج کی ضرورتوں کو پورا کر دیں تو پھر ہمارا ایک قدم آگے بڑھے گا اور پھر اگلے سال ہمارا ایک قدم اور آگے بڑھ جائے گا۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں اسلام غالب آ جائے گا اور ساری دنیا کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ ادیان باطلہ کبھی اپنے علمی گھمنڈ میں کبھی سائینسی تکبر کے نتیجہ میں اور کبھی سیاسی اقتدار پر ناز کی وجہ سے اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ان سارے منصوبوں کو ناکام کر دے گا اور اسلام کو غالب کر دے گا اور اسی طرف آپ کو بلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ
لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

سنو! تم وہ لوگ ہو جن کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرو یعنی اس لئے خرچ کرو کہ ان راہوں کو کشادہ فراخ اور کھلا رکھو جو اللہ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ ادیان باطلہ نے، اندرونی کمزوریوں نے، نفاق نے اور عملی سستیوں نے ان شاہراہوں کو تنگ کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ بعض جگہ تو رستے ہی غائب ہو گئے ہیں جیسا کہ ہم دیہات میں جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جہاں پٹواری کے نقشہ میں بیس فٹ سڑک ہوتی ہے وہاں لوگوں کے آہستہ آہستہ سڑک کو کاٹ کر اپنے کھیتوں میں ملانے کے نتیجہ میں چار فٹ یا پانچ فٹ سڑک رہ گئی ہے۔ اسی طرح جو راستے اللہ تعالیٰ نے قائم کئے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ انسان اپنی سستی اور غفلت کے نتیجہ میں انسان اپنی جہالت کے نتیجہ میں، انسان اپنی نفس پرستی کے نتیجہ میں، انسان شیطانی آواز کی طرف متوجہ ہونے کے نتیجہ میں ان راہوں کو تنگ کر دیتا ہے۔ پھر وہ تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں یہ تنگی کیسے برداشت کروں تنگی تو اس نے خود پیدا کی ہوتی ہے۔ ان رستوں کو اس نے خود تنگ کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

تمہیں خرچ کیلئے اس لئے بلایا جاتا ہے

کہ تم ان راستوں کو فراخ اور کشادہ رکھو تا تم بھی بشاشت سے ان کے اوپر چلتے چلے جاؤ اور جو باہر سے آ کر اسلام میں داخل ہونے والے ہیں ان کے دلوں میں بھی کوئی تنگی پیدا نہ ہو۔ ان کی تربیت کر دی جائے اور بتا دیا جائے کہ یہ وہ راستہ ہے جو خدا تک لے جاتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان خدا کی محبت کو حاصل کر لیتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر خدا کو پانے کے بعد وہ چیز مل جاتی ہے جو انسان کی ترقی کا موجب اور اس کی لذت اور سرور کا باعث بنتی ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سنو تمہیں اس خرچ کے لئے اس لئے بلایا جا رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی محبت کو دنیا میں قائم کرو۔ اور انفاق فی سبیل اللہ کرو۔ تمہیں صرف "انفاق" کے لئے نہیں بلایا جاتا۔ تم سے یہ بھی نہیں کہا جا رہا کہ اپنے اموال لاؤ اور جماعت کے سامنے پیش کرو۔ تا انسان اللہ تعالیٰ کے رستہ پر کامیابی کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ اور فراخی کے ساتھ چلنا شروع کر دے اور یہ راہیں اسے اس کے محبوب رب تک پہنچا دیں

فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ

تم میں سے بعض بخل کی طرف مائل ہو جاتے ہیں

اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جو شخص بخل کرتا ہے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اس کے بخل کے بد نتائج اس کو ہی بھگتنے پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے مال سے بعض دفعہ برکت چھین لیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خدا کی راہ

میں دینے سے گریز کرتا ہے اور بشاشت سے وہ قربانی نہیں دیتا تو مال تو اس کے پاس اس وقت تک ہی ہے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے پاس مال کو رہنے دے بعض دفعہ

اس کے گھر کو

آگ لگ جاتی ہے۔ اس کا دس پندرہ ہزار یا بیس تیس ہزار روپیہ کا کپڑا آرہا ہوتا ہے وہ کپڑا ٹرک سے چوری ہو جاتا ہے۔ وہ مال خریدنے جاتا ہے تو کوئی جیب کترا اس کی جیب سے رقم نکال کر لے جاتا ہے پھر وہ سوچتا ہوگا کہ کاش میں یہ مال خدا کی راہ میں پیش کر دیتا۔ اور اگر انسان بخل سے کام نہ لے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت دیتا اور اسے بتاتا ہے کہ میں تمہارے مال کی حفاظت کر رہا ہوں۔ ابھی پچھلی گرمیوں کی بات ہے ایک دوست مری کے قریب جہاں میں چند دن کے لئے گیا ہوا تھا ملنے کے لئے آئے وہ زمیندار ہیں۔ ان سے باتیں ہوئیں۔ انہوں نے دعا کے لئے کہا میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت دی ہے۔ تم قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کے لئے کوئی غیر معمولی رقم دو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں اور بھی برکت دے۔ تو وہ کہنے لگے کتنی؟ میں نے کہا یہ میں نے نہیں بتانا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے تمہارے ثواب میں کمی آجائے گی۔ تم اپنی بشاشت اور خوشی کے ساتھ جتنا دینا چاہو دے دو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک عزیز کو بہت سی رقم دی۔ زیادہ تر رقم پانچ پانچ سو کے نوٹوں پر مشتمل تھی۔ تھوڑی سی رقم روپیہ روپیہ پانچ پانچ روپے یا دس دس روپے کے نوٹوں کی شکل میں تھی۔ اور اسے کہا کہ ربوہ جاکر پانچ سو روپیہ اشاعت تراجم قرآن کریم کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ انہوں نے شاید کوئی زمین خریدی تھی اور وہاں ادائیگی کرنی تھی۔ انہوں نے اپنے اس عزیز کو کہا کہ باقی رقم وہاں ادا کر دیں۔ ان کا وہ عزیز جب میرے پاس آیا تو اس نے بتایا کہ دیکھیں

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ

کرنے سے برکت کیسے حاصل ہوتی ہے میری جیب میں یہ رقم تھی۔ مجھے یاد نہیں اس نے جیب کترا کہا یا چور کا نام لیا بہرحال اس نے بتایا کہ جس جگہ پانچ پانچ سو کے نوٹوں پر مشتمل رقم پڑی تھی وہیں وہ رقم بھی تھی جو روپیہ روپیہ پانچ پانچ یا دس دس روپیہ کے نوٹوں پر مشتمل تھی۔ چور نے یہ تھوڑی رقم تو چوری کر لی اور بڑی رقم چھوڑ کر چلا گیا وہ کہنے لگا ہم نے اللہ تعالیٰ کے رستہ میں دی ہوئی رقم کی برکت دیکھ لی گو ابھی انہوں نے وہ رقم خدا کی راہ میں دینے کی نیت ہی کی تھی۔ ابھی وہ رقم خدا تعالیٰ کے خزانہ میں نہیں پہنچی تھی۔

غرض اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ میں ہی تمہارے اموال کی حفاظت کر رہا ہوں۔ اگر میں حفاظت نہ کروں تو انہیں آگ لگ جائے وہ چوری ہو جائیں یا گھر میں کسی کو بیماری آجائے۔ اور اس پر اموال کا ایک حصہ خرچ ہو جائے۔ مثلاً بڑا پیارا بچہ بیمار ہو جائے باپ امیر آدمی ہے اس کو ہم نے کہا کہ تحریک جدید میں تمہیں اپنی حیثیت کے مطابق چار یا پانچ سو روپیہ دینا چاہیئے۔ اس نے اس کی کوئی پروا نہیں کی اب بچہ بیمار ہو گیا اور وہ اسے راولپنڈی لاہور اور کراچی میں بہترین ڈاکٹروں کو دکھا رہا ہے اور ہزار دو ہزار روپیہ اس کا خرچ ہو جاتا ہے۔ اب بچہ کو صحتمند رکھنے کا اس نے ٹھیکہ تو نہیں لیا ہوا اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے وہ اسے تندرست رکھے یا نہ رکھے۔ لیکن جو لوگ بشاشت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت ڈالتا ہے اور اگر کبھی انہیں آزمانا ہو تو ان کو ثبات قدم عطا کرتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتراض نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بھی آزماتا ہے

وہ ان کا بھی امتحان لیتا ہے۔ لیکن وہ بشاشت کے ساتھ یہی کہتے ہیں کہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اللہ ہی مالک ہے اور اسی سے ہم نے خیر و برکت لینی ہے۔ اگر اس نے ایک چیز لے لی۔ تو اس سے ہمارا خزانہ تو خالی ہو گیا مگر اس کے خزانے کبھی خالی نہیں ہوتے۔ وہ پانچ سو لے گا تو پانچ لاکھ دے گا بھی۔ چنانچہ ہماری جماعت میں بھی اس نے بعضوں کو ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں بہت زیادہ دیا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم بخل کرو گے تو اس کا نتیجہ بھی تمہیں خود ہی بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ تم سے اگر قربانیوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ مطالبہ اس لئے نہیں کیا جاتا کہ نعوذ باللہ خدا غریب اور فقیر تھا۔ اور تم اس کو مالی امداد دے کر اسے تھوڑا بہت امیر بنانا چاہتے ہو۔ اور اس کی ضرورتوں کو پورا کر رہے ہو۔ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

سچی بات یہی ہے

کہ تمہیں ہر آن ہر لمحہ اور ہر چیز کیلئے اللہ تعالیٰ کی احتیاج ہے اگر تم اس نکتہ کو سمجھو گے نہیں تو اللہ تعالیٰ تم سے برکتیں چھین لے گا لیکن اس کا یہ وعدہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ایسی جماعت عطا کرے گا کہ جن کے اموال میں بھی وہ برکت ڈالے گا۔ جن کے نفوس میں بھی وہ برکت ڈالے گا۔ اور جن کے وجود میں بھی وہ برکت ڈالے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ جن گھروں میں وہ رہ رہے ہوں گے ان کو بھی بابرکت کیا جائے گا جس چیز کو وہ ہاتھ لگائیں گے وہ بھی بابرکت ہو جائے گی جو کپڑے وہ پہنیں گے وہ بھی بابرکت ہو جائیں گے۔ یہ وعدے تو پورے ہونے ہیں لیکن اگر انتہائی قربانیوں کے نتیجہ میں تم ان وعدوں اور ان بشارتوں کے حقدار نہیں ہو گے تو

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

وہ کچھ اور لوگ لے آئے گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں گے اور لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ وہ قربانیاں دینے میں تمہاری طرح سست نکمے اور بخیل نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ حقائق کو سمجھیں گے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ پس آج تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے میں یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ دفتر دوم کے

اخلاص کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کی جائے

اور اوسط ۹ سے بڑھا کر ۳۰ تک لے جائی جائے اور دفتر سوم کی تعداد بڑھانے کی بھی کوشش کی جائے۔ اور ان کے اخلاص کے معیار کو بھی تھوڑا سا بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ تا آئندہ سال کے ہمارے وعدے اور وصولیاں ساڑھے پانچ لاکھ کی بجائے سات لاکھ نوے ہزار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں خیر و برکت ہے اور اس کی دو انگلیوں میں انسان کا دل ہے۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ کی انگلیاں ایسے زاویہ پر چلیں کہ آپ کے دل خدا تعالیٰ کی برکتوں اور اس کے نور سے بھر جائیں اور آپ کا سینہ اس احساس ذمہ داری سے معمور ہو جائے کہ خدا کی راہ میں آج مالی قربانیاں دینے کی ضرورت ہے۔ تا ہم بنی نوع انسان کو اس ہلاکت سے بچا سکیں جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے

جماعت کراچی

اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے

دوسری جماعتوں سے آگے نکل گئی ہے۔ ابھی ان کی تار مجھے ملی ہے کہ سال رواں میں ان کا وعدہ ایک لاکھ ایک ہزار روپیہ کا تھا اس میں سے وہ اب تک بچانوے ہزار روپیہ جمع کر چکے ہیں اور باقی چھ ہزار روپیہ (وہ امید رکھتے ہیں کہ) اس مہینہ کے آخر تک جمع کر لیں گے۔ اگرچہ ہمارا وعدوں کا سال یکم نومبر سے شروع ہو جاتا ہے لیکن ہماری ادائیگیاں کچھ عرصہ بعد تک چلتی رہتی ہیں لیکن جماعت احمدیہ کراچی اپنا وعدہ بھی اور ادائیگی بھی یکم نومبر سے پہلے پہلے کر دے گی۔ انشاء اللہ اور آئندہ سال کے لئے انہوں نے ایک لاکھ ایک ہزار روپیہ کی بجائے ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ کا وعدہ کیا ہے

میں نے سوچا تھا کہ کراچی کی جماعت چونکہ پہلے ہی اپنے اخلاص اور قربانی میں بلند مقام پر ہے اور ان کا وعدہ ایک لاکھ ایک ہزار روپیہ قریباً ان کی استعداد کی انتہا تک پہنچا ہوا ہے میرا خیال تھا کہ اجتماع انصار اللہ میں جب میں تحریک جدید کے چندہ کے متعلق مختلف جماعتوں کے نمائندوں سے سوال کروں گا تو میں ان سے یہ نہیں کہوں گا کہ ایک لاکھ ایک ہزار سے کچھ آگے بڑھیں۔ چار روپے تو بہرحال بڑھنے چاہئیں لیکن زیادہ بڑھانے کے لئے نہیں کہوں گا۔ لیکن وہ خود ہی ایک لاکھ ایک ہزار روپے سے بڑھ کر ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ تک پہونچ گئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں بہت سی جماعتیں ہیں جو اپنی قوت اور استعداد (اور اگر میں یہ کہوں کہ اپنے اخلاص کے مطابق تو یہ غلط نہیں ہو گا) کے مطابق وہ تحریک جدید میں حصہ نہیں لے رہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان پر تحریک جدید کی اہمیت واضح نہیں ہوئی۔ اگر ان مخلصین جماعت پر ان کاموں کی اہمیت کو واضح کیا جائے اور بنی نوع انسان کی ضرورت کا احساس انہیں دلایا جائے اور جو تھوڑی بہت قربانیاں انہوں نے دی ہیں یا وہ آئندہ دیں گے ان سے جو شاندار نتیجے نکلے ہیں یا ہم اپنے رب سے توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ نکلیں گے وہ ان کے سامنے رکھے جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے اس مالی قربانی میں پیچھے رہ جائیں دفتر تحریک جدید کو بھی اور جماعت کے دوسرے عہدیداروں کو بھی زمینداروں کے سامنے یہ باتیں رکھنی چاہئیں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے

زمینداروں کی آمد بہت بڑھ گئی ہے

گو بعض جگہ بعض دقتیں بھی ہیں لیکن اچھے بیج مل گئے ہیں۔ پانی کی بہتات ہے اور کھاد بھی نسبتاً سہولت سے مل جاتی ہے۔ اس طرح زمینداروں کی آمدنیاں دو گنا تین گنا چار گنا ہو گئی ہیں۔ میرے علم میں ہے کہ بعض چھوٹے چھوٹے زمینداروں کی بھی آمد تین پانچ

گنا ہو گئی ہے۔ مثلاً گزشتہ سے پیوستہ سال جس کی ساری کاشت میں گندم کی ستر بچہتر من پیداوار ہوئی تھی پچھلے سال ان کی پیداوار ساڑھے تین سو اور چار سو من کے درمیان چلی گئی۔ بہرحال میرے ذاتی علم میں بعض ایسے زمیندار ہیں جن کی آمدنیاں دوگنا۔ تین گنا۔ چار گنا یا پانچ گنا ہو گئی ہیں۔ اگر کسی زمیندار کو اب دگنی آمد ہو رہی ہے۔ اور اس زاید آمد سے اس نے اگر پہلے تحریک جدید میں کچھ نہیں دیا تھا تو وہ اب اس چندہ میں کچھ دے۔ اور اگر اس نے پہلے کم دیا تھا تو اب کچھ زیادہ دے دے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے تو ان کی فصلیں بہت زیادہ اچھی ہو سکتی ہیں اور اس طرح ان کی آمد اور بڑھ سکتی ہے اور پھر ساتھ ساتھ دعا بھی کرے

زمینداروں کو چاہیئے

کہ وہ اپنے کھیتوں میں جا کر ضرور دعا کیا کریں اور خصوصاً وہ دعا کریں جو قرآن کریم نے سکھائی ہے کہ

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

یہ دعا جو قرآن کریم میں آتی ہے، یہ زمینداروں اور باغوں کے مالکوں کی دعا ہے۔ اگر آپ یہ دعا کریں تو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ آپ کے مال میں برکت دے۔ آپ کی قربانیوں میں بھی برکت دے اور آپ کی اولاد میں بھی برکت دے ساری برکتوں سے آپ مالا مال ہو جائیں۔ پھر دل میں یہ سوچیں کہ حقیر قربانیاں پیش کی تھیں اور ہمارا رب کتنا ہی فضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے کہ اس نے کتنے ہی اچھے اور اعلیٰ نتائج ان کے نکالے ہیں۔ دل میں تکبر اور ریا نہ پیدا ہو۔

(الفضل ۹ نبوت ۱۳۴۷ ہش)

آیت خاتم النبیّین اور جماعت احمدیّہ

از مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل بنگالی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ کے مامورین اور مرسلین آسمانی پیغام لے کر آتے رہے۔ وہ خدا کے نور کو اس کے بندوں تک پہنچانے، اور گم گشتہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے اور خالقِ حقیقی سے اس کا تعلق استوار کرنے کے لئے بھیجے جاتے رہے دوسری طرف طاغوتی طاقتیں اور حق و صداقت کے دشمن ہمیشہ اوچھے ہتھیاروں اور فریب و دجل کے طریق سے اس الٰہی چراغ کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے۔ بالآخر خدا کی تقدیر غالب آتی ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ غالب آتا ہے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جاتا ہے یہ زمانہ جو تمام کتب الٰہیہ کے متفقہ پیشگوئیوں کے تحت مسیح موعود کے لئے مخصوص تھا جب خدائی نوشتوں کو پورا کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بیشمار نشانات و بینات سے مبعوث فرمایا تو ضرور تھا کہ آپ کے مخالفین بھی سنتِ قدیمہ کی طرح آپ سے وہی سلوک کرتے چنانچہ ایسا ہی ہوا منجملہ ان اعتراضات کے جو مخالفین آپ پر کرتے ہیں ان کے زعم میں ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیّہ خاتم النبیّین کے منکر ہیں۔ اور خود نبوت کے مدعی ہیں۔

قبل اس کے کہ آیت خاتم النبیّین پر تفصیلی طور پر روشنی ڈالی جائے اس امر کی وضاحت بے حد ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے کہ وہ خاتم النبیّین کے منکر ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خاتم النبیّین کا جامع اور صحیح مفہوم صرف جماعت احمدیہ ہی پیش کرتی ہے۔

آیت خاتم النبیّین کے صحیح معنے

اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ یعنی نہ محمد تم میں سے کسی کے باپ تھے نہ ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ نبیوں کی مہر ہیں۔ اور اللہ ہر ایک چیز سے آگاہ ہے۔ کسی آیت قرآنیہ کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کے لئے منجملہ اور باتوں کے اس کا سیاق و سباق اور شانِ نزول کا جاننا بھی ضروری ہے۔ جب ہم اس آیت کریمہ پر اس زاویہ سے غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت ممدوحہ بالا کا شانِ نزول یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زیدؓ کے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دینے کے بعد ان کی دلجوئی اور الٰہی منشا کے مطابق متبنّٰی کی رسم کو مٹانے کیلئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا تو مخالفین نے شور مچایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا ہے کیونکہ آپؐ نے زید کو متبنّٰی بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ ہی نہیں لہٰذا نہ زید آپؐ کا بیٹا ہے اور نہ حضرت زینبؓ آپؐ کی بہو۔ جس سے زید کے طلاق دینے کے بعد آپؐ نے نکاح کیا ہے

گویا آیت کے پہلے حصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُبوّتِ جسمانی کے لحاظ سے بالغ نرینہ اولاد رکھنے کی نفی کی گئی ہے۔ کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ۔ اس حصہ آیت سے ایک شبہ اور اعتراض پیدا ہوتا تھا جس کو دوسرے حصہ میں حرف "لٰكِن" لا کر دور کیا گیا ہے کیونکہ حرف لٰكِن استدراک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ شرح جامی جو عربی علم نحو کی مستند کتاب ہے، میں لکھا ہے کہ

"لٰكِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَمَعْنَى الْاِسْتِدْرَاكِ دَفْعُ تَوَهُّمٍ مِنْ كَلَامِ الْمُتَقَدِّمِ بَيْنَ كَلَامَيْنِ الْمُتَغَايِرَيْنِ نَفْيًا وَّاِثْبَاتًا"

معنے کہ لٰکن استدراک کے لئے آتا ہے۔ اور استدراک کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ کلام مقدم سے جو وہم پیدا ہوتا ہے اس وہم کو دور کرنا ہوتا ہے اور لٰکن سے مقدم اور بعد دونوں کلام آپس میں ایک دوسرے سے نفی اور اثبات کی صورت میں معنیً مختلف ہوتے ہیں

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں پر کونسا شبہ پیدا ہوتا تھا جس کو لٰکن کے ذریعہ سے دور کیا گیا ہے؟ ادنیٰ تدبر سے پتہ چلتا ہے کہ منفی کلام سے یہ شبہ پیدا ہوا تھا۔ کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابتر ہونا اور نرینہ بالغ اولاد کے لحاظ سے آپؐ کا مقطوع النسل ہونا تسلیم فرما لیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کافروں کی تردید اس آیت سے فرما چکا ہے کہ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابتر اور مقطوع النسل نہیں بلکہ آپؐ کا دشمن ہی ابتر ہے۔ اس جگہ اس شبہ کا ازالہ لٰکن کے بعد رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ رسول اللہ کے الفاظ سے اس شبہ کا ازالہ یوں کیا گیا کہ گو آپؐ کی جسمانی بالغ اولاد موجود نہیں لیکن آپ رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے اپنی امت کے روحانی باپ ہیں اور آپ کو تمام انبیاء سے زیادہ روحانی اولاد دی گئی ہے اور اس پر مزید تاکید اور امتیازی شان کی عظمت بتانے کے لئے فرمایا کہ خاتم النبیین، یعنی رسول اللہ میں تو صرف یہ بتایا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیت رسول اللہ کے امت کے روحانی باپ ہیں اور خاتم النبیین کے الفاظ میں اس ابوّت روحانی کو اس سے بڑی شان میں یوں پیش کیا گیا کہ آپ نبیوں کے بھی باپ ہیں۔ اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ آیت خاتم النبیین کا مفہوم بلحاظ سیاقِ آیت اور بلحاظ شانِ نزول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے آیت ممدوحہ بالا مقام مدح میں ہو اس امر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے الفاظ خاتم النبیین بطور مدح اور فضیلت کے ذکر ہوئے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے اب ہمارے مخالف جو خاتم النبیین کے ہر قسم کی نبوت ختم کرنے والا۔ بند کرنے والا وغیرہ کرتے ہیں تو ان کے

کسی مرحوم دوست کی نعش

کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کے واسطے قادیان لانے سے قبل یہ ضروری ہے کہ مرحوم کے ورثا قبل از وقت [illegible] کی اطلاع دفتر ہذا کو دیں تاکہ مرحوم کے متعلقہ [illegible] اور [illegible] جائیداد کا حساب مکمل کر کے [illegible] بقایا وغیرہ کی اطلاع ورثا کو دی جا سکے۔ اور واجبات کی پوری ادائیگی کے بعد [illegible] کی اجازت بھجوائی جا سکے۔ بہرحال [illegible] کسی صاحب کی نعش [illegible] قادیان لانے کے [illegible] باہر سے لا رہے [illegible] [illegible] قبل از [illegible] معلومات [illegible] [illegible] بہشتی مقبرہ قادیان

نے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر یہ مانا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت جیسی نعمت کو جس سے وہ مختلف اوقات میں بنی نوع انسان کو مشرف کیا ہے اور آئندہ باوجود اشد ضرورت کے انسانوں کو ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے رحمۃ للعالمین ہونے پر نعوذ باللہ زد پڑے گی۔ اور نہ ہی خاتم النبیین کے ان معنوں سے آپؐ کی کوئی تعریف ہوگی کیونکہ آخیری ہونا یا انعام کو بند کرنے والا کوئی قابل فخر بات نہیں ہے۔ کیا بہادر شاہ تمام مسلمانوں کے نزدیک سب سے اعلیٰ بادشاہ کہلانے کا مستحق ہے اس لئے کہ اس کے بعد ہندوستان میں کوئی مسلمان بادشاہ نہیں ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے آخری نبی اور نبوت کو بند کرنے والے تھے اس لئے کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہو سکتے ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ خاتم النبیین کا یہ مفہوم جس طرح رحمۃ للعالمین کی شان کے خلاف ہے اسی طرح یہ مقام مدح کے بھی منافی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تشریح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ یعنی رحمٰن خدا نے آپ کو خود قرآن کریم کے معنی سمجھائے۔ ملعون ہے وہ شخص جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر فہم قرآن کا دعوٰے کرے۔ ہمارے غیر احمدی بھائی جو معنی خاتم النبیین کے کرتے ہیں وہ معنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں سمجھے۔ چنانچہ آیت خاتم النبیین کے نزول کے تین سال بعد آپ کے ہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور ۹ھ ہجری میں فوت ہوئے (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶۲) ان کی وفات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا (ابن ماجہ کتاب الجنائز جلد ۱ صفحہ ۲۳۷) کہ اگر یہ زندہ رہتے تو ضرور نبی بن جاتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا فرمانا صاف بتلا رہا ہے کہ آپ کے نزدیک آیت خاتم النبیین جو سالہا سال پہلے نازل ہو چکی تھی مانع نبوت نہ تھی۔ ورنہ آپؐ کو یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے اس لئے اگر ابراہیم زندہ رہتا تو بھی نبی نہ بن سکتا تھا۔ مگر آپؐ کا ایسا نہ فرمانا بلکہ اس کی موت کو ہی اس کی نبوت میں روک بتانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ خاتم النبیین کے یہ معنی نہ سمجھتے تھے۔ ہمارا یہ استدلال صرف خیالی اور قیاسی نہیں بلکہ جیسا کہ آگے تفصیلی طور پر بتایا جائے گا کہ سلف صالحین اور بزرگانِ امت کا بھی یہی عقیدہ تھا اس حدیث کی بناء پر امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹ میں لکھا ہے کہ اگر صاحبزادہ ابراہیم نبی ہو جاتے تو ان کا نبی ہونا خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ وہ آپؐ کے تابع ہوتے۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے واشگاف طور پر لکھا ہے کہ اِنَّ النُّبُوَّۃَ الَّتِیْ انْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم اِنَّمَا ھِیَ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ فَلَا شَرْعَ یَکُوْنُ نَاسِخًا لِشَرْعِہٖ صلعم وَلَا یَزِیْدُ فِیْ شَرْعِہٖ حُکْمًا اٰخَرَ وَھٰذَا مِنْ قَوْلِہٖ صلعم اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ اَیْ لَا نَبِیَّ یَکُوْنُ عَلٰی شَرْعٍ یُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا کَانَ یَکُوْنُ تَحْتَ حُکْمِ شَرِیْعَتِیْ

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہے اب کوئی شریعت نہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کو منسوخ کرے۔ یا اس کی شریعت میں کوئی اضافہ کرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو میری شریعت کے خلاف شریعت رکھتا ہوگا۔ بلکہ اگر ہوگا تو وہ میری ہی شریعت کے تابع ہوگا۔

بانی سلسلہ احمدیہ کا دعوئے نبوت

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا امتی نبی ہونے کا دعوے بھی بالکل بزرگانِ امت، اکابر سلف صالحین کے عقائد کے مطابق ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

الف:۔ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کہ مستقل نبی" (چشمہ معرفت (تتمہ) صفحہ ۹)

ب:۔ "اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی تائید نہ صرف آیت خاتم النبیین کے مفہوم بلحاظ سیاقِ آیت سے ہوتی ہے بلکہ اس کے شانِ نزول کے مقام مدح کے اعتبار سے۔ نیز اکابر امت وسلف صالحین کی تشریحات بھی آپؐ کے دعوے کی حقانیت پر مہر لگاتی ہیں۔

خاتم النبیین مقام مدح میں

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ خاتم النبیین بطور مدح اور فضیلت ذکر ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لفظ خاتم النبیین کے معنی کیا ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس کے یقیناً ایسے ہی معنے ہونے چاہئیں جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح ثابت ہو اسی بناء پر حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنے رسالہ تحذیر الناس صفحہ ۳ پر تحریر فرمایا ہے

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم اور تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"

لغوی تحقیق سے بھی ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ لغت کی کتاب مجمع البحرین میں لکھا ہے وَمُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یَجُوْزُ فِیْہِ فَتْحُ التَّاءِ وَکَسْرُھَا فَالْفَتْحُ بِمَعْنَی الزِّیْنَۃِ مَاْخُوْذٌ مِّنَ الْخَاتَمِ الَّذِیْ لِلْاَبْسَۃِ (زیر لفظ خاتم) کہ خاتم اگر تا کی فتحہ کے ساتھ ہو تو وہ خوبصورتی اور زینت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ انگوٹھی اپنے پہننے والے کے لئے خوبصورتی کا موجب ہوتی ہے

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے کہ صار کالخاتم لھم الذی یختمون بہ ویتزینون بکونہ منھم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے لئے بطور انگوٹھی کے تھے اور آپ ان کی زینت کا موجب بنے۔

پس اس معنی کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کی زینت کا موجب ہیں۔ ظاہر ہے کہ خاتمیت محمدیہ کا یہ مفہوم بھی اپنے اندر گونہ مدح وفضیلت رکھتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ خاتم کا لفظ جب کسی قوم کی طرف مضاف ہو جیسا کہ آیت خاتم النبیین میں ہے تو ہرگز ہرگز اس کے معنی اس قوم کے بند کرنے والا نہیں ہوا کرتے بلکہ عربی زبان میں اس کے معنی اس قوم کے اعلیٰ فرد کے ہوتے ہیں۔ دیکھئے! ابو تمام شاعر کے مرثیہ میں ایک شاعر کہتا ہے

فجع القریض بخاتم الشعراء
وغدیر روضتہا حبیب الطائی
ماتا معاً فتجاورا فی حفرۃ
وکذاک کانا قبل فی الاحیاء

اس میں ابو تمام کو خاتم الشعراء کہا گیا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ آئندہ کوئی شاعر نہ ہوگا۔ کیونکہ کہنے والا خود بھی شاعر ہے

پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ تمام نبیوں سے افضل واعلیٰ اور برتر۔ کیونکہ یہ معنی محاورۂ زبان کے عین مطابق ہیں

سلف صالحین اور خاتم النبیین

اب یہ بتانا مقصود ہے کہ امت کے بڑے بڑے اولیاء واقطاب وسلف صالحین نے خاتم النبیین کے جو معنی کئے ہیں [illegible] سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت احمدیہ ختم نبوت پر یقین رکھتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

چنانچہ اکابر امت بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاتم النبیین کے معنی اور مفہوم سے اتفاق رکھتے ہیں چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

اوّل:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"خُتِمَ بِہِ النَّبِیُّوْنَ اَیْ لَا یُوْجَدُ مَنْ یَّاْمُرُہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِالتَّشْرِیْعِ عَلَی النَّاسِ"

(تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۵۳)

ترجمہ :۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت بایں معنی ختم ہوئی کہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جسے اللہ تعالے لوگوں کے لئے صاحب شریعت بنا کر بھیجے

دوم :۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

معنیٰ قولہٗ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ الرِّسالۃَ والنُّبوۃَ قَدِ انقطعت فَلا رَسُولَ بَعدِی ولا نبیَّ ای لا نبیَّ یکونُ علیٰ شرعٍ یخالفُ شرعی

(فتوحاتِ مکیہ جلد دوم ص۷۳)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بند ہوجانے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

سوم :۔ حضرت امام علی قاری علیہ الرحمۃ جو فقہ حنفیہ کے مشہور امام ہیں فرماتے ہیں :۔

فَلا یُناقِضُ قولہٗ خاتم النبیین اِذِ المعنیٰ اَنَّہٗ لا یأتی نبیٌّ ینسخ ملّتہٗ ولم یکن مِن اُمّتہ

(موضوعاتِ کبیر ص۵۹)

کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ اب ایسا نبی نہ آئے گا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو منسوخ کرے۔ اور حضور کا امتی نہ ہو۔

چہارم :۔ حضرت مولوی محمد قاسم [illegible] فرماتے ہیں :۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

(تحذیر الناس ص۲۸)

پنجم :۔ حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی تحریر فرماتے ہیں :۔

وقولہٗ صلعم لا نبیَّ بعدی ولا رسولَ المرادُ بہ لا مشرّعَ بعدی

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث لا نبیَّ بعدی سے مراد یہی ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت پیغمبر نہیں ہوگا"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص۴۲)

بالآخر اس مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک زرّیں اقتباس پر ختم کیا جاتا ہے جس سے روشن ہوگا کہ حضور علیہ السلام کو سیدنا حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی عشق تھا اور اسی عشق میں آپ مستغرق رہتے تھے

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام ہو) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے کہ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہوچکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی طور پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام اولین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور [illegible] کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں، بلکہ ذریّتِ شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا"

(حقیقۃ الوحی ص۱۱۵)

منقولات

ہمارے نوجوان

مندرجہ عنوان پر روزنامہ الجمعیتہ دہلی ایک نوٹ میں لکھتا ہے :۔

"یورپ کی یہ بیماری اب ہمارے ملک میں بھی پوری طرح گھس آئی ہے۔ یہاں کے چند طالب علموں کو اگر آپ کسی وقت دیکھیں کہ وہ سرگرم گفتگو میں مصروف ہیں تو یقینی طور پر فلم یا سپورٹ سے متعلق کوئی گفتگو ہوگی۔ فلم ایکٹریں اور کھلاڑیوں کے بارے میں ان کے پاس زبردست معلومات ہیں مگر کسی سنجیدہ موضوع پر ان سے کوئی سوال کر دیجئے تو وہ بالکل خالی نظر آئیں گے۔

یہ ہمارے نوجوانوں کا حال ہے۔ ظاہر ہے کہ جب فکر میں سطحیت ہے تو عمل میں بھی سطحیت پیدا ہوگی۔ چنانچہ یہ نوجوان مشکل کام سے گھبراتے ہیں وہ کسی بڑی ذمہ داری کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اپنی خواہشات کو پورا کرنا ان کے نزدیک اس سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ ان فرائض کو ادا کریں جو خاندان اور سماج کی طرف سے ان پر عاید ہوتے ہیں

نوجوان کسی قوم کا مستقبل ہیں۔ پھر جس قوم کے نوجوانوں کا حال یہ ہوجائے اس کا مستقبل معلوم" (الجمعیتہ دہلی جمعہ ایڈیشن ص۵ ۲۸/۸/۳۰)

غفلت کی حد

"پنا (مدھیہ پردیش) کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہاں کے مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ان کی دو جماعتیں ہو رہی ہیں اور دو جمعے ہوتے ہیں

اور یہ جھگڑا کا سبب ہے "ضالین" کے لفظ پر۔ ایک فریق کہتا ہے کہ اسے "د" کی آواز سے پڑھنا چاہیئے اور دوسرے کا اصرار ہے کہ اسے "ذ" کی آواز سے ادا کیا جائے

اسی ریاست مدھیہ پردیش کے دو اور مقامات سے بھی اسی طرح کی خبریں آئی ہیں۔ ایک مقام ہے جگدل پور۔ ضلع بستر کا صدر مقام۔ وہاں مسلمان ہونگے ہی کتنے۔ مگر جو ہیں وہ اس بات پر لڑ رہے ہیں کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت جو اذان دی جاتی ہے وہ باہر صحن میں دی جائے یا امام کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوکر:

کیرالہ میں ترلوندرم سے دس میل دور بیتم کے مسلمانوں میں بھی جمعہ کی نماز پر اسی طرح کا جھگڑا ہے۔ اور مسجد کو شمالی اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے حصہ میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔

یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے۔ اس طرح کی مثالوں کے بارہ میں ہمارا معاشرہ بہت زرخیز ہے مگر حیرت انگیز بات ہے کہ عین اس وقت جب کہ ملت عظیم ترین مسائل کے بوجھ کے نیچے دبی ہوئی ہے ہم اتنے چھوٹے چھوٹے مسائل پر جھگڑنے میں مصروف ہیں کہ ان کو مسائل کی فہرست میں شمار کرنا ہی مشکل ہے۔" (الجمعیتہ دہلی جمعہ ایڈیشن ص۵ مورخہ ۲۸/۸/۳۰)

دورہ مکرم سیّد بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید

جماعت ہائے احمدیہ یوپی

مکرم مولوی سید بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید جماعتہائے احمدیہ یوپی میں وقفِ جدید کے چندہ کی وصولی کے لئے دورہ کر رہے ہیں وصولی چندہ کے علاوہ وہ وعدوں میں اضافہ کی کوشش بھی کریں گے جماعتہائے احمدیہ یوپی کے تمام عہدیداران بالخصوص صدر صاحبان و سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون کرکے ممنون فرمائیں

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ترسیل لٹریچر کے بارہ میں ضروری اعلان

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان و مبلغین کرام و احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ڈاک کی نئی شرح سے لٹریچر کے پیکٹوں پر بہت زیادہ اخراجات ہوتے ہیں جس کے باعث زیادہ مقدار میں لٹریچر بھجوانا ممکن نہیں ہوتا۔ نظارت ہذا چاہتی ہے کہ آئندہ ریلوے کے ذریعہ لٹریچر بھجوایا جائے لہٰذا جو جماعتیں اور افراد زیادہ تعداد میں لٹریچر منگوانا چاہیں وہ اپنے شہر کے یا قریبی ریلوے سٹیشن کا پتہ تحریر فرمایا کریں۔ جہاں ریلوے سٹیشن نہیں ہیں بلکہ آؤٹ ایجنسیاں ہیں وہ ان کے ذریعہ سے لٹریچر منگوا سکتے ہیں۔ اس طرح اخراجات ڈاک میں کافی بچت ہوگی۔ اور جماعتوں کو زیادہ تعداد میں لٹریچر بھجوانا ممکن ہوگا۔ چھوٹے سے چھوٹا لٹریچر کا پارسل بھی ریلوے کے ذریعہ جا سکتا ہے۔ پانچ کلو یا اس سے زیادہ وزن کا پارسل تو بہرحال ریلوے کے ذریعہ بھجوایا جائے گا۔ لٹریچر کا مطالبہ کسی جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے کافی عرصہ پہلے کیا جانا چاہیئے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کی قبر کے متعلق مزید انکشاف

ایک پُر عظمت پیشگوئی اور اُس کے ظہور کے آسمانی اسباب

از مکرم شیخ مسعود احمد صاحب انیس واقفِ زندگی قادیان

احباب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اس پُر عظمت پیشگوئی پر غور فرمائیں کہ اس کی تائید میں کس طرح آسمانی اسباب پیدا ہو رہے ہیں۔ پیشگوئی کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:-

"یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما بُرہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتداء سے مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ کیونکہ خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو۔ اور وہی ہے جو کسرِ صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کُھل جائے گی۔ تب انجام ہوگا۔ اور اس عقیدہ کی عمر پُوری ہو جائے گی۔ لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے۔ جو علمی اور استدلالی رنگ میں دُنیا میں ظاہر ہوں گے"۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱)

کاسرِ صلیب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے قرآنی دلائل۔ تاریخی شواہد اور اناجیل کے حوالہ جات پیش کرکے یہ انکشاف فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ زندہ اتارے گئے تھے۔ اور پھر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں ہندوستان تشریف لے آئے تھے۔ یہاں پر ہی اُن کی زندگی کا آخری حصہ گذرا اور کشمیر کی سرزمین میں ارشادِ الٰہی "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ" کے ماتحت ان کی وفات ہوئی۔ اور سری نگر کے محلّہ خانیار کا مقبرہ اُن کی آخری آرام گاہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے خدا تعالیٰ کی وحیٔ خفی کے تحت مسیح ناصری علیہ السّلام کی زندگی کے اصل حقائق سے جو پردہ اٹھایا ابھی اسے کوئی خاص عرصہ نہیں گزرا مگر اب دُنیا کے مفکّرین اور اہلِ دانش بھی تمام اُن صداقتوں کو ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں جو حضرت اقدس علیہ السّلام نے دُنیا کے سامنے پیش فرمائیں۔ چنانچہ بمبئی کے مشہور اخبار بلٹز نے محلّہ خانیار کا فوٹو دے کر یہ لکھا ہے کہ:-

"سری نگر میں واقع اس قدیم مقبرے کو مقامی باشندے "عیسو صاحب" یا "نبی صاحب" کے نام سے پکارتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا یقین ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی آخری آرام گاہ ہے"۔

"اس امر کے بھی بہت سے مذہبی اور تاریخی ثبوت پیش کئے گئے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ نہ صرف ہندوستان تشریف لائے تھے بلکہ انہوں نے داعیٔ اجل کو بھی یہیں لبیک کہا تھا۔ اور اُن کی تدفین کشمیر میں عمل میں آئی تھی۔ کچھ زمینداروں کا یہ بیان تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب سے بچا لیا گیا تھا۔ انہیں کشمیر میں پناہ دی گئی تھی اور بعد کو کشمیر میں ان کا انتقال ہوا تھا"۔

"یقین کیا جاتا ہے کہ ان کا مقبرہ سری نگر کے محلّہ خانیار خان میں اب بھی موجود ہے۔ اور اُسے یہاں "یسو صاحب" "یسوھا آصف" اور "نبی صاحب" کے مزار جیسے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کشمیر کے بارہ مُولا کا نام بھی عیسیٰؑ کے بارہ مُلّاؤں یا شاگردوں کے نام پر ہی رکھا گیا تھا۔ کچھ پُرانے مخطوطات کے مطابق یہ مقبرہ ایک ایسے شہزادہ کا ہے جو غیر ملک سے آیا تھا۔ جس کی پاکیزگیٔ نفس مکمل تھی۔ اور جو راست گو اور بلند نظر تھا۔ خدا تعالےٰ نے اُسے اپنا پیغمبر بنا لیا تھا"۔

(بلٹز بمبئی ۲۳ ردسمبر ۱۹۶۷ء)

اس سلسلہ میں بعض دُوسرے اخباروں نے بھی بعض مضامین شائع کئے ہیں جن میں اس امر کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ واقعۂ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہندوستان تشریف لائے۔ یہاں پر ہی ان کی طبعی وفات ہوئی اور محلّہ خانیار سری نگر میں اُن کی آخری آرام گاہ اب بھی موجود ہے۔ اخبار روزنامہ اجیت جالندھر نے بھی یہ لکھا ہے کہ:-

"سری نگر میں ایک مقبرہ موجود ہے اور احمدیہ فرقہ کے بانی (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) اُسے حضرت مسیح کی قبر بیان کر گئے ہیں۔ احمدیہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ جس وقت طوفان رُک گیا تو حضرت مسیحؑ کو صلیب سے زندہ اتار لیا گیا وہ فوت نہیں ہوئے تھے۔ البتہ بیہوش ہو گئے تھے"۔

(روزنامہ اجیت جالندھر ۲۵ ردسمبر ۱۹۶۷ء)

حضرت مسیحؑ کی ابتدائی زندگی کے بارہ میں بمبئی کے اخبار بلٹز نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ:-

"نکولس نوٹووچ کی "عیسیٰ کی نامعلوم زندگی" اور ایچ اسپنسر لمبوس کی "عیسیٰ کی عجیب وغریب زندگی" سے حوالے دیتے ہوئے یہ کہا گیا تھا کہ ۱۲ سال کی عمر تک جب انہوں نے پہلا خط پڑھا تھا عیسیٰ کی زندگی کا کہیں درج نہیں ہے"۔

"یروشلم چھوڑنے کے بعد عیسیٰ نے سندھ کا رُخ کیا تھا۔ اور تقریباً ۱۶ سال تک وہ ہندوستان میں قیام پذیر رہے تھے۔ ہندوستان کے بہت سے مقدس مقامات اور مذہبی مراکز مثلاً راجستھان بنارس۔ رائے گڑھ اور جگن ناتھ وغیرہ کا دورہ کرتے ہوئے وہ نیپال تشریف لے گئے تھے اور وہاں سے ایران ہوتے ہوئے یروشلم واپس گئے تھے"۔

(بلٹز بمبئی ۲۳ ردسمبر ۱۹۶۷ء)

گویا اس اخبار کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نہ صرف واقعۂ صلیب کے بعد ہی ہندوستان تشریف لائے بلکہ اُن کی ابتدائی زندگی کا حصّہ بھی اسی ملک میں گذرا۔ اور قریباً ۱۶ سال کا لمبا عرصہ انہوں نے اس ملک کے مختلف مقامات میں بسر کیا۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ انسان مصیبت کے وقت اپنی پناہ کے لئے عموماً کسی ایسی جگہ کا ہی انتخاب کیا کرتا ہے جہاں کے حالات کا اُسے کچھ علم حاصل ہو۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ۱۶ سال کا لمبا عرصہ واقعۂ صلیب سے قبل ہندوستان میں گذار چکے تھے اور یہاں کے حالات اور لوگوں کے اطوار معلوم کر چکے تھے۔ اس لئے واقعۂ صلیب کے بعد بھی انہوں نے اسی ملک میں ہی پناہ لی۔ اور سری نگر میں وفات پائی۔ جہاں کہ محلّہ خانیار میں اُن کا مقبرہ موجود ہے اور اب جبکہ ایک دُنیا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا مقبرہ تسلیم کر رہی ہے۔

الغرض سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کی طبعی موت کے بارے میں اور محلّہ خانیار میں واقع مقبرہ سے متعلق جو تحقیق فرمائی ہے۔ اب دُوسرے محققین بھی اُسے درست تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

اس کے بعد اب روزنامہ آفتاب سرینگر کی یہ خبر پڑھیں جس میں حضرت مسیح ناصریؑ کی قبر کے متعلق حکومتِ کشمیر کی طرف سے تحقیقات کا آغاز ہو رہا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

"سری نگر میں یسوع مسیح کی قبر۔ حکومتِ کشمیر نے تحقیقات کے لئے پندرہ ہزار روپے منظور کئے"۔

"سری نگر ۶ اپریل سٹاف رپورٹر۔ شہر میں مسیحی مذہب کے بانی یسوع مسیح کی قبر کی موجودگی نے اب ایک بین الاقوامی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ حکومتِ کشمیر نے اسی بات کے پیشِ نظر پندرہ ہزار روپے کی ابتدائی رقم اس بات کے لئے منظور کی ہے تاکہ اس قبر کی موجودگی کے متعلق تاریخی شواہد اور ثبوت ایک مستند کتاب کی شکل میں شائع کئے جائیں یہ روپیہ محکمہ ریسرچ میں جمع کروا دیا گیا ہے۔ اور امکان ہے کہ موجودہ مالی سال میں اس غرض کے لئے ایک بڑی رقم اور وقف کر دی جائے گی۔ اطلاع کے مطابق

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

احمدی بچوں کی آٹھ اہم ذمہ داریاں

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ میں امسال مجلس اطفال الاحمدیہ کا جو اجتماع ہوا اس کی تقریب تقسیم انعامات کے موقعہ پر مورخہ ۲۰ کو محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے اطفال الاحمدیہ سے جو خطاب فرمایا وہ افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

آپ کو ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ قوموں کی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس قوم کے بچوں کی صحیح تربیت ہو۔ اور پھر آپ تو جماعت احمدیہ جو حقیقی اسلام پیش کرتی ہے کے نونہال ہیں۔ آپ پر بہت بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ اور آپ کو ابھی سے اس کے لئے تیاری کرنا ہوگی۔ آپ میں سے ہر ایک کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ آئندہ چل کر آپ کے کندھوں پر جماعت احمدیہ کے اہم کاموں کی ذمہ داری ڈالی جائے گی۔ اگر آپ نے اس عمر میں اس کے لئے تیاری نہ کی تو آپ کبھی اس اہم ذمہ داری عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔ پس اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور آپ اس عمر میں جو طریق کار اختیار کریں گے وہی آپ کی آئندہ زندگی پر اثر انداز ہوگا۔ پس اس وقت کی قدر کریں۔ اور اس کو ضائع نہ ہونے دیں۔ کیونکہ جو وقت ہاتھ سے نکل جائے وہ کبھی واپس نہیں آیا کرتا۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے مندرجہ ذیل باتوں پر خاص توجہ دیں۔

(۱) نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں نماز کا ذکر کیا ہے وہاں اقامۃ الصلوٰۃ آیا ہے یعنی نماز کو قائم کرنا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام لوازمات کے ساتھ باجماعت ادا کرنا چاہیئے۔ لوازمات میں صحیح طریق پر وضو کرنا، نماز کے سب ارکان کو ٹھہر ٹھہر کر وقار کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے۔ اس کے آداب کا پورا خیال رکھنا چاہیئے نماز کا ترجمہ یاد کرنا بھی ضروری ہے تا پڑھتے وقت اس کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھا جائے۔ تا دل پوری طرح پگھل کر اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھک جائے۔ نماز میں دعائیں مانگنا چاہیئے۔ اپنے لئے بھی اور اپنے سب بھائیوں کے لئے بھی۔ جو دوسرے احمدی بچے نماز میں سست ہوں۔ ان کو نماز کی تلقین کرتے رہنا چاہیئے۔

(۱) حدیث نبوی میں آیا ہے کہ سات سال کی عمر تک بچے کو نماز کے لئے زبانی کہا جائے اس کے بعد اگر نہ مانے تو سزا دی جائے گی۔ اس سے نماز کی اہمیت کا پتہ لگتا ہے۔

۲۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ ان حدیثوں سے آپ پر نماز کی اہمیت واضح ہو گئی ہوگی۔

(۲) سچ بولنا۔ اسلام نے سچ بولنے پر بڑا زور دیا ہے۔ درحقیقت سچ پر انسان اگر پختگی سے قائم ہو جائے تو پھر باقی سب گناہ اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ کوئی گناہ کرنے لگے گا تو خیال آئے گا کہ اگر لوگوں نے اس کے متعلق پوچھ لیا تو جھوٹ بول کر اس کو چھپا تو سکتا ہوں لیکن بہرحال سچ بولنا ہے اس لئے بہتر ہے کہ برے فعل سے اجتناب کیا جائے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ بولنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے۔ تم جھوٹ سے بچو۔ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ برائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے حضور کذّاب لکھا جاتا ہے۔"

(۳) تحصیل علم۔ مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے اس کے لئے بھی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

(۴) وقت کا ضیاع۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ اور اپنے اوقات زیادہ مفید کاموں میں خرچ کرنے چاہئیں اور بے فائدہ گپوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

(۵) مستقل مزاجی۔ جو نیک کام شروع کیا جائے اس پر ہمیشہ قائم رہو۔ یہ نہ ہو کہ چار دن کیا اور پھر چھوڑ دیا۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ وہ نیک عمل محبوب اور پسند ہوتا ہے جس پر کام کرنے والا مداومت کرتا۔"

(۶) شجاعت۔ یہ بہت بڑا اسلامی خُلق ہے اور اس کی عادت بھی بچپن سے ہی پڑتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شجاع تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت بہت سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ایک رات شور سنا۔ انہیں خطرہ محسوس ہوا۔ جب صحابہ تیار ہو کر باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہیں۔ تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور واپس تشریف لا رہے ہیں۔ ہمیں دیکھا تو فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھوڑے کو تو میں نے سمندر کی طرح پایا۔ یعنی چال اس کی بہت تیز اور عمدہ ہے۔"

جنگ بدر کا واقعہ ہے کہ دو نو عمر بچوں نے شجاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا اور شہید ہوگئے۔ "حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دو نوعمر لڑکے تھے۔ مجھے خیال گذرا کہ میرا دایاں بایاں پہلو آج ان کی وجہ سے محفوظ نہیں۔ میں ابھی اسی ادھیڑ بن میں ہی تھا کہ ان میں سے ایک نے آپ سے کہا۔ چچا! مجھے ابوجہل دکھائیے۔ میں نے کہا بھتیجے تجھے اس سے کیا سروکار؟ اس نوجوان نے جواب دیا میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ اگر میں نے اُسے پایا تو میں اُسے قتل کروں گا یا اس راہ میں خود جان دے دوں گا۔ ابھی میں نے اُس کو جواب نہیں دیا تھا کہ دوسرے نوعمر نے رازدارانہ طور پر وہی کہا جو پہلے نے کہا تھا۔ مجھے اس پر بہت خوشی ہوئی۔ اگر میں بھر پور جوانوں کے درمیان ہوتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی میں نے ان دونوں کو اشارہ سے ابوجہل بتایا ہی تھا کہ وہ باز کی مانند اس پر جھپٹے اور اس کو قتل کر دیا۔ یہ نوجوان عفراء کے بیٹے تھے (ایک کا نام معوذ تھا اور دوسرے کا معاذ)

(۷) صحت اور تندرستی۔ باقاعدگی کے ساتھ ورزش کرنا بھی ضروری ہے۔ ورزش اور کھیل کی عادت بچپن سے ہی پڑتی ہے۔ ورزش سے جسم توانا اور تندرست رہتا ہے۔ اور ایک مومن اپنی دینی ذمہ داریاں بطریق احسن ادا کر سکتا ہے۔ بیمار آدمی نہ تو نماز صحیح طور پر پڑھ سکتا ہے۔ اور نہ دوسرے دینی کام کما حقہٗ ادا کر سکتا ہے۔ اسلئے حدیث میں آیا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اُس مومن بندے کو زیادہ پسند کرتا ہے جس کی صحت اچھی ہو۔

(۸) جسم اور ماحول کی صفائی۔ اپنے جسم۔ اپنے گھر اور محلہ کو صاف رکھنا ضروری ہے۔ گندگی کو اسلام نے پسند نہیں کیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ

۱۔ "اگر میری اُمّت پر یہ گراں نہ ہوتا تو میں اُن کو ہر نماز سے پہلے وضو کے وقت کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"

۲۔ "ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی راستہ میں چلا جا رہا تھا کہ اس نے کانٹوں والی ٹہنی راستہ میں پڑی دیکھی تو اس کو ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی فرمائی اور اُسے بخش دیا۔"

اس سے آپ کو احساس ہوگا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفائی پر کس قدر (باقی صلا پر)

اِداریہ .... بقیہ صفحہ نمبر ۲

اس کے اندر بس رہا ہے۔ وہ لطیف اور پاک ہستی ہے۔ جس کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے یا اس کی جستجو اور تلاش کے لئے انسان کو بھی پاک اور لطیف بننا پڑتا ہے ؎

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

اس بات کو زیادہ عمدگی سے سمجھنے کے لئے خلائی مُہم پر جانے والوں کی جدوجہد پر غور کیجئے۔ جس طرح چاند ستاروں تک پہنچنے والے محض خیال کرتے ہی کسی انتہائی تیز رفتار ہوائی جہاز یا راکٹ میں سوار ہو کر آسمان کی بلندیوں کو نکل نہیں پڑتے۔ جب تک مہینوں زمین پر ہی تجربہ گاہوں میں کئی طرح کی مشقوں اور انواع و اقسام کے امتحانوں سے گذر کر اپنے تئیں خاص قسم کے ماحول کا عادی نہیں بنا لیتے۔ مثلاً خلا میں بے وزنی کے پریشان کُن ماحول کے لئے مخصوص لباس زیب تن کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک خاص قسم کے راکٹ میں بیٹھنے کی مشق کی جاتی ہے۔ پھر کہیں جا کر کسی خلاباز کو اس قابل سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس سفر کے لئے روانہ کیا جائے !!

جہاں تک خدا کی تلاش اور اس کے مل جانے کا سوال ہے یہ کوئی ناممکن الحصول امر نہیں بلکہ مذہب اِسلام (جو تمام مذاہب کی صحیح نمائندگی کرتا اور فی زمانہ زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے) نے انسان کو اس امر کا اس قدر یقین دلایا ہے کہ جس کے بعد کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی، فرماتا ہے:-

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔

کہ جو لوگ ہماری تلاش میں نکل پڑتے ہیں اور اس کے لئے صحیح طریق پر جدوجہد میں لگ جاتے ہیں، ضرور ہے کہ ان کی ایسی کوششیں نتیجہ خیز ہوں۔ اور انہیں گوہر مقصود مل جائے ـــــ !!

جس طرح خلائی سفر میں کامیابی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس سفر کے مناسب حال تیاری اور دیگر اسباب وعوامل کی رعایت نہ کی گئی ہو۔ یہی حال خدا کی معرفت اور اس کی پہچان کا ہے۔ نادان ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ بغیر اُن خاص قسم کے ذرائع کو عمل میں لانے اور دیگر اسی قسم کی شروط کو پورا کئے خدا کا وصال حاصل ہو جائے۔ یا خدا کی تلاش میں وہ کامیاب ہو جائے ـــ !

خدا ایک غیر مرئی، لطیف، وراء الوراء ہستی ہے جو سب سے بالا اور فعّال مدبّر بالاارادہ اور غیر محدود ہے جس کو انہیں ذرائع سے تلاش کیا جا سکتا ہے جن سے غیر مادّی ماوراء الطبیعیات چیزوں کو تلاش کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان چیزوں کو اپنے اثرات اور قدرتی صفات کے ظہور سے ہی معلوم کیا جاتا ہے۔ جیسے انسانی عقل جو مادّی نہیں اس کو معلوم کرنے کا اور کوئی مادّی ذریعہ نہیں بجز اس لطیف ذریعہ یعنی اس کے اثرات اور صفات کے ظہور کے۔

چونکہ خدا ہر چیز کا خالق اور مربّی ہے اس لئے ہر مخلوق اس سے گہرا قریبی ارتباط رکھتی ہے۔ تمام مخلوقات میں سے اشرف انسان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طبعی طور پر انسان کو اپنے خالق کی تلاش نسبتاً زیادہ ہے۔ اور ایسی جستجو اور تلاش انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔ ونعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

تُو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا!

(باقی)

احمدی بچوّں کی آٹھ اہم ذمہ داریاں ..... بقیہ صفحہ ۱۰

زور دیتے تھے۔

(۸) دوسروں کی چیزوں کو خراب اور ضائع کرنے سے اجتناب کرنا بھی اخلاق میں شامل ہے۔ اکثر بچے دوسرے کی چیز کو دیکھ کر خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ طریق اِسلام ہرگز پسند نہیں کرتا۔ پس آپ کو چاہیئے کہ اس قسم کی حرکات سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل سے آپ کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ قادر و توانا خدا اپنے فرشتوں کو آپ کی تربیت کے لئے مقرر فرمائے۔ اور آپ اسلام و احمدیت کے سچے جاں نثار خادم بن جائیں۔ آپ کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے تحت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے جلد سے جلد اسلام اور احمدیت کی کامیابی کا دن قریب تر لے آئے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار
مرزا منوّر احمد

قبرِ مسیح کے متعلق مزید انکشاف .... بقیہ صفحہ ۹

حکومت بین الاقوامی اور مُلکی ماہرین کی ایک سرکردہ کمیٹی کو اس سلسلہ میں چھان بین کا کام سونپ رہی ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ سر محمد ظفر اللہ خان کے انکشاف کے بعد کہ یہ قبر سرینگر میں ہے مغربی ممالک میں اس میں زبردست دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ خیال ہے کہ مسیحی دُنیا کے عالموں کا ایک وفد جلد ہی سرینگر آئیگا۔ اگر ثبوت وغیرہ فراہم ہو گئے تو سری نگر کو عیسائیت کی ایک بین الاقوامی زیارت گاہ بنانے کی تجویز پر سنجیدگی سے غور ہو گا۔ تاکہ ہر سال لاکھوں عیسائی اس قبر کی زیارت کے لئے آئیں۔"

(روزنامہ آفتاب سرینگر ۷ اپریل ۱۹۶۸ء شمارہ ۸۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پُرعظمت پیشگوئی میں جن آسمانی اسباب کا ذکر فرمایا تھا یہ تمام آثار دراصل انہیں اسباب کے سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ ان کو سامنے رکھ کر ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کا سنجیدہ طبقہ اب دل سے عقیدۂ وفاتِ مسیح کو تسلیم کر چکا ہے۔ ایوانِ مسیحیت کی دیواریں جن کی بنیادیں تثلیث وحیاتِ مسیح کے باطل عقائد پہ استوار تھیں ہل رہی ہیں اور وہ دن دُور نہیں کہ یہ عمارت دھڑام سے زمین پر آجائے۔ مسیح موعودؑ نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

شاہجہانپور میں احمدیہ صُوبائی کانفرنس ..... بقیہ صفحہ اوّل

کانفرنس کے اِنعقاد سے قبل مقامی غیر احمدیوں نے ایک جلسہ کیا جس میں احمدیت کے متعلق اپنے فرسودہ خیالات کا اظہار کیا۔ اگرچہ یہ جلسہ تو جماعت کی مخالفت کی غرض ہی سے منعقد کیا گیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے اُسے جماعت کے لئے مفید بنا دیا۔ چنانچہ عین جلسہ کے اندر عام مسلمانوں نے اپنے علماء سے احمدیوں کے جلسہ میں شریک ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دریافت کیا مگر کسی عالم کو جراُت نہ ہو سکی کہ وہ حسبِ عادت جماعت احمدیہ کے جلسہ میں شمولیت سے واضح الفاظ میں روک سکیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے ایسے سامان کر دئے کہ عوام پر علماء کا اُلٹا اثر ہوا۔ اور جماعتِ احمدیہ کے بارہ میں مقامی طور پر ایک ہلچل سی مچ گئی۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اس کانفرنس کا خوشگوار اثر دیر تک قائم رہے گا۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اسے جماعت کی ترقی اور اِسلام کی رُوحانی سربلندی کا ذریعہ بنائے۔ اور بھُولی بھٹکی مخلوق کو سیدھا رستہ دیکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اخبار کی آئندہ اشاعتوں میں کانفرنس کی مفصّل روئداد شائع کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ

(نامہ نگار خصوصی)

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب صرف دو ماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے یہ چندہ بھی چندۂ عام اور حصّۂ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں (۱/۱۰) یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصّہ مقرر ہے۔ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونا ضروری ہے۔ تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

ادائیگی زکوٰۃ

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ چند روز میں شروع ہونے والا ہے۔ ہماری جماعت کے صاحبِ نصاب احباب اس بابرکت مہینہ میں زکوٰۃ کی رقوم بھجوایا کرتے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ بجٹ میں متوقع آمد زکوٰۃ کے مقابل پر بعض معین اخراجات میں جو سارا سال کئے جاتے ہیں اب تک ان اخراجات کا بیشتر حصّہ پیشگی کیا جاتا رہا ہے۔ اس توقع پر کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں زکوٰۃ کی رقوم وصول ہو جائیں گی۔ لہٰذا صاحبِ نصاب احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس شرعی فریضہ کی طرف جلد توجہ فرمائیں۔

اگر ہمارے دوست اور ہماری بہنیں صحیح جائزہ لیں تو بفضلِ تعالیٰ اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دوستوں کو اپنے فضل سے مالی قربانی اور خدمتِ سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

برائے

قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۸ء

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جن احباب کے نام قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۸ء کی فہرست میں شامل کئے گئے ہیں ان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن جن دوستوں کو پاسپورٹ مل جائیں وہ پاسپورٹ ملتے ہی قادیان میں نظارت اُمورِ عامہ کو ارسال کر دیں اور پاسپورٹ سائز کے تین عدد فوٹو بھی پاسپورٹ کے ساتھ ہی بذریعہ رجسٹری ارسال کریں۔

اس کے علاوہ فی پاسپورٹ پچیس روپے بطور فیس محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال کریں جس کے ساتھ یہ وضاحت ہو کہ یہ رقم نظارت اُمورِ عامہ کی امانت "پ" میں جمع کی جائے۔ یا لکھا جائے کہ یہ رقم پاسپورٹ کے لئے ہے۔

جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو تمام دوستوں تک بار بار پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

ناظر اُمورِ عامہ قادیان

وقفِ جدید کے متعلق حضور ایدہ اللہ کا ایک اہم ارشاد اور احمدی والدین کا فرض

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالیہ خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"ایک بچہ جو بالکل چھلے کا ہی ہو ماں اگر چاہے تو اس کے ہاتھ سے چندہ دلوا سکتی ہے۔ کیا ہم پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان نہیں کہتے۔ آپ اس کے ہاتھ میں اٹھنی پکڑا دیں یا دو مہینے کا چندہ اکٹھا دینا ہو تو روپیہ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دیدیں اور آگے کر دیں اور لینے والے سے کہیں اس سے لو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا۔ مگر لینا ہم نے بچے سے ہی ہے۔ ہاں ذمہ داری بہر حال والدین اور سرپرستوں پر ہے"۔

پس میں جماعت کے احباب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اس طرف فوری طور پر متوجہ ہوں موجودہ سال کے اختتام کو اب صرف ڈیڑھ ماہ رہ گیا ہے احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی رقوم جلد ارسال فرمائیں۔ نیز سال آئندہ ۱۹۶۹ء کے وعدے بھی بھیج دیں تاکہ پہلی فہرست جو پندرہ جنوری ۱۹۶۹ء کو ارسال کی جائیگی اس میں آپ کی جماعت کو بھی شامل کر لیا جا سکے۔

انچارج وقفِ جدید قادیان

درخواست دُعا

عبد الباسط صاحب شاہد ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۸ کو توام بچے عطا فرمائے ہیں۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکا۔ یہ بچے میاں عبد الرحیم صاحب درویش کے پوتے اور مکرم چوہدری چراغ الدین صاحب سانگلہ ہل کے نواسے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو خادمِ دین بنائے اور ہر دو خاندان کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

ایڈیٹر

شکریہ و درخواست دُعا

حضور پرنور، بزرگانِ سلسلہ اور تمام احمدی بھائی بہنوں کی مخلصانہ دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے میرے لئے گورنمنٹ سروس کا انتظام فرما دیا ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ میں تمام بزرگان و احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مزید ترقیات اور حصولِ برکات و افضالِ الٰہی کے لئے دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار
خلیل احمد محبوب
شولاپور (مہاراشٹر)